

## باب-37

## ذکر

☆ فَادْكُرُونِي اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ -

ترجمہ: پس تم میری یاد میں رہو، میں تمہارا ہمیشہ خیال رکھوں گا اور میرے انعامات کا شکریہ ادا کرو اور ان کی ناقدری نہ کرو۔ (سورۃ البقرہ: آیت 152)

☆ الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ -

ترجمہ: (عقل سلیم والے کیا کرتے ہیں؟) وہ لوگ اٹھتے بیٹھتے اور آرام سے پہلوؤں پر لیٹے ہوئے اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ (سورۃ آل عمران: آیت 191 کا حصہ)

☆ وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ وَلَا تَكُن مِنَ الْغَافِلِينَ -

ترجمہ: اور تم اپنے اللہ کا ذکر کرو (اس کی یاد میں مشغول رہو) دل ہی دل میں، تضرع و زاری اور خوف کے ساتھ، اور نہ بہت بلند آواز سے، صبح کو دن نکلے اور دن ڈھلے، اور غافلوں میں سے نہ رہو۔ (سورۃ الاعراف: آیت 205)

☆ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا -

ترجمہ: اے ایمان والو تم اللہ کو کثرت سے یاد کرو۔ (سورۃ الاحزاب: آیت 41)

دیکھو! ذکر، نسیان اور غفلت کے مقابل ہے۔ جب کہ یاد، بھول کے مقابل ہے۔ ذکر اور یاد کے لیے

الفاظ کی ادائیگی ضروری نہیں۔ مثلاً، میرا ایک دوست ہے۔ میں اس سے غافل نہیں، گویا وہ مجھے یاد ہے۔ اب اس کا نام بے وجہ لے کر پکارنے کی مجھے کیا ضرورت؟ بلکہ یہ تو ایک قسم کی بد تمیزی ہے۔

بہ محفلے کہ منم ذکر یار، بے ادبی است

شریعت کیا ہے؟۔۔۔ احکام الہی۔ طریقت کیا ہے؟۔۔۔ راہِ خدا پر چلنا۔ اور حقیقت کیا ہے؟۔۔۔ اللہ کی ذات و صفات کو سمجھنا، اور یہی معرفت ہے۔ اور رات دن اس کی دُھن میں رہنا، یہ محویت ہے۔ اس کے مقابل، صحو یعنی بے ابر کا کھلا موسم ہے۔ رات دن اس کی یاد ہے، یاد میں دل شاد ہے۔ دیکھو! نادان اپنی عمر برباد کرتے ہیں۔ نہ ذکر نہ فکر۔ جو ہوشیار ہوتے ہیں وہ ہر طرح خبردار ہوتے ہیں۔

قرآن شریف میں ہے، فَاعْلَمَ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، (سورۃ محمد: آیت 19)۔ لہذا، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کا ذکر مشائخوں کا ایجاد کیا ہوا نہیں ہے۔ بلکہ حکمِ خدا ہے، اور پیغمبر کے توسط سے حاصل ہوا ہے۔ قرآن شریف میں یہ بھی ہے، قُلِ اللَّهُ تَمَّ ذَرَهُمْ فِي خَوْضِهِمْ يَلْعَبُونَ، یعنی تم اللہ بولو اور ان غافلوں کو واہی تباہی بکو اس میں مشغول رہنے دو، (سورۃ الانعام: آیت 91)۔ ایک دوسری جگہ ہے، وَكَذَكَرُ اللَّهُ الْأَكْبَرُ، اور اللہ کی یاد سب سے بڑی چیز ہے، (سورۃ العنکبوت: آیت 45)۔ یہ سن کر بھی کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ ذکر، مشائخوں کی ایجاد کی ہوئی چیز ہے۔۔۔؟

❖ ذکر کے مختلف اقسام ہیں۔

- (1) ذکرِ جہری (2) ذکرِ خفی (3) ذکرِ لسانی (4) ذکرِ قلبی (5) ذکرِ جس دم
- (6) ذکرِ بغیر جس دم (7) ذکرِ دائمی یعنی مستقل حضوری

با آواز بلند ذکر کرنا، ذکرِ جہری ہے۔ اس سے جسم میں حرارت پیدا ہوتی ہے۔ اور سستی دور ہوتی ہے۔ ذکرِ جہری کرنے سے خطرات دفع ہوتے ہیں۔ جذبات اُبھرتے ہیں۔ عشق و محبت میں زور پیدا ہوتا ہے۔ بے قراری اور تڑپ پیدا ہوتی ہے۔ ذکرِ جہری والوں پر فنائیت آتی ہے۔ ایسے، جیسے کسی کو بچھونے کاٹ لیا ہو یا آگ میں جل رہا ہو۔ چیختا ہے، چلاتا ہے۔ اور تڑپ تڑپ کر جان دے دیتا ہے۔

بغیر آواز کے آہستہ آہستہ ذکر کرنا، ذکرِ خفی یا ذکرِ سری ہے۔ اس سے اطمینان و سکون پیدا ہوتا ہے۔ فنائیت و محویت آتی ہے، اس طرح جیسے کسی کو سانپ نے کاٹ لیا ہو یا پانی میں ڈوب مر اہو۔ غریب نے جان دے دی، نہ چیخ نہ پکار۔ نہ ہائے نہ وائے۔ بے چارے نے سانس تک نہ لی اور ختم شد۔

ذکرِ خفی اکثر نقشبندی لوگ کیا کرتے ہیں۔ اور ذکرِ جہری عموماً چشتیہ حضرات کرتے ہیں۔ قادر یہ طریقہ میں پہلے ذکرِ جہری سے جوش و خروش پیدا کیا جاتا ہے۔ اور پھر ذکرِ خفی سے محویت اور سکون کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عددِ کثیر کو مِائَةِ أَلْفٍ أَوْ يَزِيدُونَ، یعنی ایک لاکھ یا اس سے زیادہ، (سورۃ الطُّفَّت: آیت 147)

سے بیان فرمایا ہے۔ لہذا اللہ تعالیٰ کا کوئی اسم لاکھ (100,000) یا سو لاکھ (125,000) بار پڑھیں تو اس کو "زکوٰۃ دینا" کہتے ہیں۔ طریقہ قادر یہ میں بعض اسماء الہیہ کی زکوٰۃ دلواتے ہیں۔ ہر اسم الہی کے ساتھ ایک توجہ شریف رہتی ہے۔ یہ مختصر سی دعائیں ہیں جو ہر 100 یا 500 کے بعد پڑھی جاتی ہیں۔ یہ دعائیں، توجہات شریف کشتول شریف اور فیوضات قادری میں ملتے ہیں۔

دیکھو! شروع شروع میں بچے سائیکل چلانا سیکھتے ہیں تو ہمہ تن سائیکل پر ہی متوجہ رہتے ہیں۔ اور اس کے balance کا ہر دم خیال رکھتے ہیں۔ جب توازن قائم ہو جاتا ہے اور سائیکل چلانے کا حضور دائمی ہو جاتا ہے یعنی ایک permanent attention قائم ہو جاتا ہے، تو پھر بات بھی کرتے ہیں، ادھر ادھر مڑ کر بھی دیکھتے ہیں۔ کیا ایسے میں balance کا خیال نہیں رہتا ہے۔۔۔؟ نہیں! ضرور رہتا ہے، مگر تحت الشعور میں چلا جاتا ہے۔ دیکھو! جب علم ذات ہو گیا تو اب غفلت کہاں اور جہل کدھر؟ سبحان اللہ! جس شخص کو دوام حضور ہے، وہ سراپا سرور ہے۔

عام طور سے درمیانی آواز سے ذکر کرنا چاہیے۔ اگر علیحدہ جگہ ہو تو بلند آواز سے بھی ذکر کر سکتے ہیں۔ یہ بات یاد رکھو کہ شروع شروع میں ذکر جہر کی ضرورت ہوتی ہے۔ جب دل چلنے لگے اور منہ سے باقاعدہ لفظ نکالے بغیر دل یاد خدا کرنے لگے تو ذکر خفی کریں۔ جب ذکر دائمی ہو جائے تو دل و زبان دونوں سے کام لے سکتے ہیں مگر اوسط آوازیں۔ بہر حال اس میں نہ غفلت جائز ہے اور نہ ہی لوگوں کے کاموں میں خلل ڈالنا مناسب۔

ذکر کے وقت کپڑے صاف ہوں۔ ہو سکے تو خوشبو بھی مل لو۔ غود وغیرہ جلاؤ۔ قبلہ رخ بیٹھو۔ دوزانو بیٹھو، جیسے نماز میں بیٹھتے ہیں۔ یا چار زانو بیٹھو۔ بائیں ران میں گھٹنے کے نیچے کیما س کی رگ ہے اس کو انگوٹھے سے دباؤ۔ آنکھیں بند کر لو۔ اگر خطرات آتے ہیں تو کلمہ طیبہ پڑھو۔ یعنی لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی ضرب دو۔ عموماً ضرب دل پر دی جاتی ہے۔ بعض لوگ دیگر اور لطائف پر بھی ضرب دیتے ہیں۔ ذکر کے وقت دونوں ہاتھ رانوں پر رکھو۔ اگر خطرات کم آتے ہوں یا بند ہو گئے ہوں تو اللہ پڑھو۔ اللہ کے ہُو کو دراز کرو تو اس سے صوتِ سرمدی پیدا ہوتا ہے۔

کلمہ طیبہ سے خطرات اور اوہام دور ہوتے ہیں۔ اور اللہ کے علاوہ ہر شے کی نفی ہوتی ہے۔ اسم جلالہ یعنی اللہ، اللہ سے استغراق پیدا ہوتا ہے۔ ہُو اور اللہ سے بالخصوص محویت و بے خودی آتی ہے۔

بہر حال ذکر، جہری بھی ہوتا ہے اور سری بھی۔ یعنی آواز سے بھی ہوتا ہے اور بے آواز بھی۔ زبان سے بھی ادا ہوتا ہے اور دل میں بھی رہتا ہے۔ دوام ذکر اور ہمیشہ یاد میں رہنا بہترین عبادت ہے۔ مقصود تک پہنچنے کے لیے کوشش کی جاتی ہے۔ محبوب کے ظاہر ہو جانے کے بعد فکر باقی نہیں رہتی۔ ذکر باقی رہتا ہے۔ حضور محبوب کے وقت کمال ذکر رہتا ہے۔ سب سے بہتر ذکر وہ ہے کہ محبوب یاد رہے، ماسوا بر باد رہے۔ کیا ضرورت ہے کہ اللہ کی یاد کے وقت یہ بھی یاد رہے کہ میں اللہ کی یاد کر رہا ہوں۔ بس اللہ یاد رہے۔ مجھے نہ ذکر کا خیال رہے نہ ذکر کا۔ جس قدر زیادہ خیالات ہوں گے تکلیف ہی رہے گی۔ یاد رکھو! وحدت ہی میں راحت ہے۔ اسی پر خدا کی رحمت ہے۔ اور یہی مقصدِ محبت ہے۔

سورۃ الرعد کی آیت 28 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اَلَّا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ، یعنی اللہ کی یاد ہی سے دلوں کو اطمینان ہوتا ہے۔ جب تک آدمی دنیا کی جھنجھٹ میں پھنسا رہتا ہے کبھی دل کو اطمینان نہیں ہوتا۔ یاد الہی تمام فکروں سے سبکدوش کر دیتی ہے۔ ہزار ہا مقاصد ہوں گے تو ظاہر ہے کہ دل پارہ پارہ ہو گا۔ اطمینان تو کوسوں دور رہے گا۔

اے خیال روئے جاناں، میری جان تجھ پہ قرباں

کیا بے نیاز تو نے، مجھے فکرِ دو جہاں سے

مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ دنیا کے تمام کام چھوڑ کر رہبانیت اختیار کر لو اور مفت کی روٹیاں کھاتے رہو۔ بلکہ مقصد یہ ہے کہ اللہ کو بھول نہ جاؤ۔ عام طور سے خدا کی طرف خیال رکھو۔ جو کام کرو اللہ کا مقرر کردہ فرض سمجھ کر کرو۔ خالی وقت میں اس کی طرف بھی دھیان لگاؤ۔ چند روزہ زندگی کے لیے ہمہ تن مصروفی، رات دن انہماک۔۔۔! دیکھو خدا اور آخرت کے خیال کو تضرع اوقات نہ سمجھو۔

{ حوالہ تفسیر صدیقی - پارہ 2 صفحہ 11، 12، پارہ 4 صفحہ 96 تا 98، پارہ 9 صفحہ 86، 87، پارہ 13 صفحہ 70، 71

پارہ 15 صفحہ 74، 75، پارہ 22 صفحہ 12، 11 اور کتابچہ نظام العمل فقراء مولفہ حسرت صفحہ 40 تا 53 }